اضواء البیان

فی

ترجمۃ القرآن

حضرت مولانا یوسف مطارہ حفظہ اللہ

azhar
PUBLICATIONS

نوٹ: اس ترجمہ کی اشاعت کی تحریری اجازت ادارہ ازہر اکیڈمی لندن کے قانونی شعبہ سے لے کر آپ بھی تجارت کے لیے یا لوجہ اللہ اشاعت کر سکتے ہیں۔

نام	:	اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن
مترجم	:	حضرت مولانا یوسف مطارہ حفظہ اللہ
صفحات	:	۸۶۰
سن اشاعت	:	۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء
ناشر	:	ازہر اکیڈمی، لندن، برطانیہ

ملنے کے پتے:

ہندوستان:

کتب خانہ یحیوی، متصل مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور، یوپی۔

دار العلوم سورت، چھڈا اول، رامپورا، سورت، گجرات۔ ۳۹۵ ۰۰۳

جامعۃ الزہراء، ملا محلّہ، نانی نرولی، سورت، گجرات۔ ۳۹۴ ۱۱۰

پاکستان:

دار الاشاعت، اردو بازار، ایم۔اے۔ جناح روڈ، کراچی ۱

جنوبی افریقہ:

Jamiatul Ulama South Africa
P. O. Box 42863, Fordsburg, 2033, Johannesburg, South Africa

برطانیہ:

Azhar Academy Ltd
54-68 Little Ilford Lane, Manor Park,
London E12 5QA | UK
Tel: (+44) 208 911 9797 | Fax: (+44) 208 911 8999
E: sales@azharacademy.com | W: www.azharacademy.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

☆ ہمارے مشفق شیخ اور استاذِ محترم حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا یوسف مطارہ صاحب دامت فیوضہم دارالعلوم ہولکمب بری میں دارالعلوم کے ابتدائی سالوں سے لے کر اب تک ترجمۂ قرآن شریف پڑھاتے رہے۔ شروع میں کئی سال طلبہ اپنی ترجمہ کی کاپیاں لاحقین کو منتقل کرتے رہے۔ پھر کاپیوں کی جگہ کیسٹس (Cassettes)، پھر سی ڈیز (CDs) منتقل ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ پندرہ بیس برس سے جب یہ سی ڈیز ویب سائٹ پر رکھ دی گئیں، تو دارالعلوم کے متعلقین کے لیے مزید آسانی ہوگئی تھی۔

☆ اب آخری مرحلہ طباعت کا رہ گیا تھا۔ اگرچہ طلبہ نے اپنے طور پر ٹائپ کرکے، معلوم نہیں کلی یا جزوی طور پر، یہ مرحلہ بھی طے کرلیا تھا، لیکن ہماری خواہش تھی کہ باقاعدہ صاحبِ ترجمہ کی اجازت سے ہم اس ترجمہ کو ازہرا کیڈمی کی طرف سے طبع کرائیں۔ مگر ہماری درخواست کے بعد شروع میں تو انکار ہوتا رہا۔ بعد میں اس شرط کے ساتھ اجازت ملی کہ کوئی ماہر اس ترجمہ کو بنظرِ تصحیح واصلاح مکمل طور پر دیکھ لے۔

☆ چنانچہ ہم نے مشفق دوست جناب خلیل اشرف صاحب عثمانی زید مجدہم کے توسط سے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم سے اس پر نظرِ ثانی کی درخواست کی، تو انہوں نے اپنے دارالعلوم کراچی کے شعبۂ تخصص فی الدعوۃ کے ڈائرکٹر، حضرت مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد یہ کام فرمادیا۔

☆ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب کے والدِ محترم محدثِ کبیر شارحِ سنن ترمذی حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ ہیں۔ چنانچہ آپ نے چند ماہ میں کبرسنی اور علمی مشاغل اور دارالعلوم کراچی کی خدمات کے ساتھ ترجمہ کی اصلاح وتصحیح کا کام مکمل فرمالیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں بے حد جزائے خیر عطا فرمائے اور ان خدماتِ جلیلہ کو قبول فرماکر ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

☆ اخیر میں دعا ہے کہ کلامِ الٰہی کے اس ترجمہ کے سلسلہ میں جو کوتاہی، کمی واقع ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اب تک جن حضرات نے اس میں جانفشانی کی ہے یا آئندہ جو کریں گے، ان سب کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور سب کے لیے اُخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ادارہ ازہرا کیڈمی، لندن

اساتذۂ دار العلوم دیوبند کی تائیدی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ سب سے آخری کتابِ رشد و ہدایت ہے اور تمام علوم وفنون کا سرچشمہ اور بحرِ ناپیدا کنار ہے، جس کے حقائق اور نکات بیان کرنے کے لیے قرونِ اولی سے ہی علماءِ کرام نے عرق ریزی اور جانفشانی کی ہے اور مختلف زبانوں میں ترجمے وتفاسیر لکھے ہیں۔

چناں چہ اردو زبان جو اپنی وسعت ومقبولیت کے اعتبار سے دنیا کی چند بڑی زبانوں میں شمار ہوتی ہے، اس زبان میں بھی علماءِ کرام نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ ترجمے کیے ہیں، جن میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی نور اللہ مرقدہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کے ترجمے بے حد مقبول ہوئے، اور یہ مبارک سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

یہ ترجمۂ قرآن کریم جو آپ کے سامنے ہے، حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب دامت برکاتہم کا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ حفظہ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے معتمدِ خاص اور اجل خلفاء میں سے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے ایماء پر دیارِ یورپ کے ملک برطانیہ میں دینِ اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لیے خیمہ زن ہو گئے اور وہاں دار العلوم، بری، کے نام سے ادارہ قائم کر کے آج تک شب و روز دین کی خدمت اور تعلیم وتعلم کے لیے وقف ہیں، اور اس وقت انگلینڈ، کینیڈا اور امریکہ کے مختلف شہروں میں آپ کے ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کرام خدمتِ دین کے لیے پھیلے ہوئے ہیں، جو آپ ہی کے مرہونِ منت ہیں۔

زمانۂ تدریس میں حضرت والا سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے والے طلبہ ترجمۂ قرآن کریم نوٹ کرتے رہے اور کیسیٹوں اور سی ڈی میں ترجمہ کے درس کو محفوظ کرتے رہے۔ اسی محفوظ ترجمہ کو حضرت نے دقیق نظرِ ثانی اور ضروری اصلاح کے بعد تیار کیا ہے جو الحمد للہ قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہے۔

حضرت والا نے اپنے برادرِ کبیر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب مطارہ دامت برکاتہم کے دست گرفتہ حضرت مولانا محمد سالم صاحب القاسمی، بانی ومہتمم جامعہ قاسمیہ دار العلوم زکریا، ٹرانسپورٹ نگر، مراد آباد، کی معرفت یہ ترجمہ نظرِ ثانی کے لیے ہم اساتذۂ دار العلوم دیوبند کے پاس ارسال فرمایا، جس کو ہم لوگوں نے تقریباً چار ماہ کی مدت میں بڑی گہرائی اور گیرائی اور خلوص ومحبت کے ساتھ دیکھا، پڑھا اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی مشورے دیے، جس سے یہ ترجمہ مستند، قابلِ اعتماد، نافع اور مفید ہو گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مطارہ حفظہ اللہ کا یہ ترجمۂ قرآن کریم عمدہ کتابت اور اعلی طباعت سے

آراستہ ہوکر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ دعاء ہے کہ رب رحیم وکریم مولانا مطارہ صاحب مدظلہ کو شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

مولانا محمد نسیم احمد صاحب بارہ بنکوی، مولانا محمد ایوب صاحب مظفرنگری، مولانا منیر احمد صاحب، مولانا مفتی راشد صاحب، مولانا مفتی عبداللہ صاحب معروفی، مولانا خضر احمد صاحب، مولانا محمد افضل صاحب، مولانا محمد ساجد صاحب و مولانا محمد عارف جمیل صاحب

....

حضرت مولانا مختار اسعد صاحب کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد۔۔

درس وتدریس یا کسی واقعاتی علمی شاہکار کی بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی تعب اور الجھن کے بغیر سمجھ میں آجائے، سامعین وناظرین کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور اگر اس کو توجہ سے سنا یا پڑھا جائے تو ذہن نشین ہونے میں بھی دیر نہ لگے۔

حضرت مولانا یوسف مطارہ صاحب دامت برکاتہم کا یہ ترجمہ مذکورہ تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے: آسان بھی ہے، جاذبِ قلوب بھی ہے، اور توجہ کے ساتھ پڑھا جائے تو جلد ذہن نشین بھی ہوجاتا ہے۔ مزید برآں، اقرب الی الفاظ القرآن بھی ہے، جس سے کلام اللہ شریف کا مفہوم ومقصود اجاگر ہونے کے ساتھ یہ وضاحت بھی ہوجاتی ہے

کہ الفاظ کے اصل اور لغوی معانی کیا ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ بابرکت ترجمہ ایک انتہائی مفید علمی کاوش اور علومِ قرآنی پر حضرت مولانا مدظلہ العالی کی نظرِ عمیق اور مہارتِ تامہ کا عکسِ جمیل ہے۔

ہندوپاک کے متعدد علماء کرام نے نظرِ ثانی کے بعد اس کی تصویب وتحسین فرمائی ہے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ راقم کو بھی اس پر نظرِ ثانی کی سعادت حاصل ہوئی اور اس ذیل میں جو کچھ بندہ نے لکھا، صاحبِ ترجمہ زید مجدہ نے شرفِ قبول سے نوازا اور دعائیں دیں۔ فللّٰہ الحمد۔

اللہ تعالیٰ تشنگانِ علوم کو زیادہ سے زیادہ اس چشمۂ شیریں سے سیراب کرے، عوام وخواص کے لئے اس کو نافع بنائے اور دارین میں قبولیتِ عامہ وتامہ عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

(حضرت مولانا) مختار اسعد سہارنپوری عفی عنہ

۱۹ مارچ ۲۰۱۲ء / ازہرا کیڈمی، لندن

مختار اسعد سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۂ قرآن حضرت مولانا یوسف مطارہ دام ظلہم

(صاحبِ مقدمہ ہٰذا، حضرت مولانا ساجد الرحمٰن صاحب صدیقی ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دام ظلہم نے پڑھائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند درجات سے نوازے۔ آمین۔)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤمن بهٖ ونتوکل علیه ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا من یهدهٖ اللّٰہ فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الااللّٰہ وحدهٗ لا شریک له ونشهد ان سید نا ومولانا محمداً عبدہ ورسو له و صلی اللّٰہ علیه وعلی آلهٖ وصحبه وسلم.

وبعد: سیدی ومرشدی حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ازراہِ کمال عنایت ارشاد فرمایا کہ احقر حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم (مہتمم، دارالعلوم بری انگلینڈ) کے ترجمۂ قرآن کریم کا مطالعہ کرے اوراس کے بارے میں اپنی متواضعانہ رائے سے موصوف کو مطلع کردے۔ احقر نے حضرت شیخ کے ایماء کو حکم تصور کرتے ہوئے حضرت مطارہ صاحب مدظلہم کے ترجمۂ قرآن کو لفظاً لفظاً پڑھا اور جستہ جستہ اپنی متواضعانہ رائے بھی تحریر کی جس کو حضرت مطارہ صاحب مدظلہم نے اپنے الطاف کریمانہ سے شرف قبول بھی عطا فرمایا۔ **فللّٰہ الحمد وله الشکر.**

اس احقر کو اپنی کم علمی کی بنا پر حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم کی گرانقدر شخصیت اوران کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہ سے تعلق کے بارے میں آگہی حاصل نہ تھی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اس عاجز کو ضروری کوائف سے مطلع فرمایا۔ اگرچہ میں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم کی شخصیت اوران کے ترجمۂ قرآن کے بارے میں کوئی

تحریر سپردِ قلم کرتا، مگر بقولِ شاعر ؎

حکایت از قد آں یار دل نواز کنیم
بایں بہانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کمالات باطنی اور مدارج علمی کی ان بلندیوں تک پہنچے ہوئے تھے کہ بلا تأمل ان کی شخصیت کو سلفِ صالح کی سیرت و کردار اور ان کے علم و عمل کا ایک جامع ترین پیکر قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کا تعلق کاندھلہ کے اس عظیم خانوادے سے تھا جس کا سلسلۂ نسب حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور پھر اوپر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے جد امجد کا اسمِ گرامی حضرت مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث اولاً اپنے والد مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعد ازاں اپنے مربی اور مرشد حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور بذل المجہود کی تألیف میں اپنے شیخ کی معاونت فرمائی۔ حدیث اور علومِ حدیث شیخ کا اصل ذوق، موضوع اور محنت و تحقیق کا میدان تھا اور اس کو وہ تقرب الی اللہ اور تقرب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے اور اس کو انہوں نے اپنا شعار و دثار بنا لیا تھا یہاں تک کہ شیخ الحدیث ان کے نام کے قائم مقام اور اس سے زیادہ مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم حضرت شیخ الحدیث کے تلمیذِ خاص ان کے مجازِ بیعت اور ان کے مقربین خاص میں سے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم العالی مہتمم دار العلوم بری انگلینڈ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ (۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء) کو ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ ترغیب القرآن نانی نرولی میں حاصل کر کے ۱۹۶۱ء میں راندیر کے مشہور مدرسہ جامعہ حسینیہ میں داخلہ لیا اور ہدایہ اولین تک یہیں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مظاہر علوم (سہارنپور) میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب سے مشکوٰۃ پڑھی اور جلالین مولانا محمد عاقل صاحب سے اور ہدایہ ثالث مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب سے پڑھی۔ اس کے بعد نسائی اور ابوداؤد حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری سے، ترمذی اور صحیح مسلم حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سے اور

طحاوی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب سے پڑھی اور صحیح بخاری (مکمل) حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

دورانِ تعلیم ہی اصلاح کی فکر دامنگیر ہوئی اور حضرت مولانا احمد ادا گودھروی کے مشورہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے لیے ان کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا جس کو حضرت شیخ الحدیث نے شرفِ قبول بخشا اور داخل سلسلہ فرمالیا۔

تعلق ارادت قائم ہونے کے بعد تعلیم کے ساتھ معمولات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت شیخ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امیر تبلیغی جماعت) سفر حج کے لیے تشریف لے جارہے تھے۔ اور دہلی سے بمبئی آنے والے تھے۔ سورت کے شائقین ملاقات ہزاروں کی تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گئے تھے جن میں جامعہ حسینیہ، مدرسہ اشرفیہ (راندیر) اور مدرسہ جامعہ اسلامیہ (ڈابھیل) کے طلبہ واساتذہ کے علاوہ ہزاروں عوام سراپا اشتیاق زیارت بن کر شروع رات ہی سے وہاں پہنچ گئے تھے۔ صبح چار بجے ٹرین اسٹیشن پر پہنچی۔ ٹرین کے ٹھہرنے کا وقت صرف تین منٹ تھا۔ مگر ٹرین پندرہ منٹ ٹھہری رہی۔ اور مشتاقانِ زیارت نے حضرت کا دیدار کیا اور حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ٹرین کے دروازہ میں کھڑے ہو کر حاضرین سے خطاب فرمایا، جو ٹرین کی روانگی تک جاری رہا۔

۱۳۸۴ھ میں حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم کی حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں اپنے برادر محترم مولانا عبدالرحیم صاحب کی معیت میں حاضری ہوئی۔ مولانا عبدالرحیم صاحب دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں مستقل قیام کا ارادہ رکھتے تھے۔ برادر محترم کے ہمراہ سہارنپور پہنچ گئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ''کچے گھر میں قدم رکھتے ہی چوکھٹ سے آگے قدم بڑھانا مشکل ہو گیا۔ نظریں چرا کر دیکھا تو نگاہیں چکاچوند ہوگئیں۔ آفتاب کی طرح پُرجلال چہرہ جس میں نگاہوں کو خیرہ کرنے والی برق بار آنکھیں، سر کھلا ہوا، آستینیں چڑھی ہوئی، چہار زانو جلوہ افروز ہیں''۔

اسی سال حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ماہ کے اعتکاف کا سلسلہ مدرسہ قدیم کی دفتر والی مسجد سے شروع کیا۔ مسجد معتکفین سے بھر گئی۔

غرض حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم نے سہارنپور کے اپنے قیام کے دوران اپنے تعلیمی

مراحل بھی مکمل کیے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہ سے روحانی فیوض بھی حاصل کرتے رہے۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد والدہ نے انگلستان میں مقیم رشتہ داروں میں نکاح طے کردیا اور حضرت شیخ الحدیث نے حکم فرمایا کہ ''جاؤ سورت جا کر والدین کی خدمت کرو''۔ چند ماہ بعد والد محترم کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم انگلستان تشریف لے گئے۔

۱۳۸۹ھ میں حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ رمضان المبارک میں حرمین تشریف لائے اور پندرہ روز مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔ دورانِ اعتکاف ایک شب تراویح وغیرہ سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدۂ نے حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم کو یاد فرمایا اور آپ کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ اور اپنے دستِ مبارک سے مشلح پہنایا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہم کا حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدۂ سے بہت گہرا اور مربوط تعلق رہا اور یہ تعلق حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدۂ کی حیات کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر آپ نے انگلستان میں دارالعلوم قائم کیا اور دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا۔ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

''ان شاء اللہ، تمہارے مدرسہ کی ضروریات اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ جلد پوری ہوجائے گی''۔

دارالعلوم کے متعلق ایک دوسرے گرامی نامہ میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ

''قاری یوسف! تمہارے مدرسہ کا فکر مجھے بھی ان شاء اللہ تم سے کم نہ ہوگا۔ دل سے دعائیں بھی کررہا ہوں۔''

''مگر میرے پیارے! ان مشاغلِ عالیہ میں لگ کر ہماری لائن کو خیر باد نہ کہہ دینا۔ دینی کاموں میں قوت روحانیت سے ہوتی ہے۔ معمولات کی پابندی اور کم سے کم آدھ گھنٹہ یکسوئی کا رکھنا بہت ضروری ہے''۔

اسی طرح ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''مگر یوسف پیارے!

ہے یہی شرط وفاداری کہ بے چون و چرا
وہ مجھے چاہے نہ چاہے میں اسے چاہا کروں

مجھے تو تمہارے دارالعلوم نے ایسا پاگل بنارکھا ہے کہ ہر وقت اسی کا خیال اور سوچ وبچار اسی کا رہتا ہے۔

تم تو ماشاء اللہ

متی ما تلق من تھوی دع الدنیا و أھملھا

کے مرتبہ پر فائز ہو اور تمہارے خدام تم سے بھی بیس گز آگے۔ یہ تو پیارے! جو اپنے بڑوں کے ساتھ جیسا سلوک کرتا ہے چھوٹے اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں۔ منتظر رہو۔"

عام طور پر مسلمانوں کا علمی اور دینی انحطاط اب اس درجہ گہرا اور محیط ہو چکا ہے کہ عامۃ المسلمین بزرگوں کی اردو تحریروں کے پڑھنے اور ان کے کما حقہ سمجھنے پر بھی قادر نہیں رہے۔ یہ امر ایک ناگزیر ضرورت بن کر سامنے آگیا ہے کہ علم دین کی اشاعت و تبلیغ کے لیے اردو زبان کے سہل اور رواں اسلوب نگارش کو ترجیح دی جائے اور علمی دقائق کے بجائے اصل حقیقت سے روشناس کرانے کی فکر کی جائے۔ خود یہ قرآنِ کریم کے اردو کے تراجم اب عام مسلمانوں کے لیے قابلِ فہم نہیں رہے اس لیے یہ ایک ناگزیر تقاضا تھا کہ موجودہ ضرورتوں کے پیش نظر قرآن کریم کا سلیس اور رواں قابلِ فہم اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ الحمدللّٰہ و المنۃ کہ حضرت مولانا محمد یوسف مطارہ صاحب مدظلہم نے اس ضرورت کو بہت احسن طریقہ سے مکمل فرما دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا احسانِ عظیم ہے کہ زیر نظر ترجمۂ قرآن متعدد خوبیوں اور گونا گوں ظاہری اور معنوی محاسن کا جامع بن گیا ہے۔ بطورِ خاص اس ترجمۂ قرآن کے چند نمایاں پہلو حسبِ ذیل ہیں:

☆ یہ ترجمۂ قرآن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالح کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے۔

☆ ترجمۂ قرآن میں آیات کے فقہی پہلو بخوبی اجاگر ہو گئے ہیں۔

☆ ہر آیت کا ترجمہ پچھلی اور مابعد آیت سے مربوط ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی جگہ پر مستقل ہے۔

☆ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔

☆ اس ترجمہ کی مدد سے قرآن کریم کے مضامین کو سمجھنا اور ذہن نشین کرنا آسان ہو گیا ہے۔

جہاں تک نظر ثانی کا تعلق ہے، تو یہ محض توفیق ربانی اور بزرگوں کے فیوض و برکات ہیں کہ احقر اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود اس خدمت کی انجام دہی کے قابل ہوا ہے۔ احقر نے یہ ترجمہ دو مرتبہ بالاستیعاب حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور دیگر اردو تراجم سے موازنہ کیا ہے۔ اور بطور خاص سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے آسان ترجمۂ قرآن کو پیش نظر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس عاجز پر احسان عظیم اور لطف عمیم ہے کہ ترجمۂ قرآن پر نظر ثانی کا تمام کام اسی نہج پر مکمل ہوا۔ فللّٰہ الحمد و الشکر!

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش و کاوش کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے اور اس خدمت کو ذخیرۂ آخرت بنائے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں میں قرآن کے سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کا ذوق وشوق پیدا فرمائے۔ آمین۔

وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز!

(حضرت مولانا ڈاکٹر) ساجد الرحمٰن صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ)

۱ر محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا عقیدہ ہے کہ

☆ قرآن کلام الٰہی ہے۔ مخلوق نہیں بلکہ کلام اللہ اللہ کی صفت ہے۔

☆ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی کتاب اللہ نے نازل نہیں فرمائی اور نہ نازل ہوگی۔

☆ قرآن خاتم الانبیاء، ختم المرسلین، آخری پیغمبر، نبیٔ امی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے نازل فرمایا جو سابقہ تمام انبیاء کی شرائع کے لیے ناسخ ہے۔ قرآنی احکام اور شریعتِ محمدی پر ہی قیامت تک انسانیت کو چلنا ہے۔

☆ قرآن کے بعد اب نہ کوئی کتاب اترے گی، نہ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اللہ بھیجے گا۔ جھوٹے مدعیٔ نبوت کی اللہ کے پیغمبر نے خبر دی ہے، وہ دجال پیدا ہوتے رہیں گے۔

☆ قرآن کریم اللہ کی ایسی کتاب ہے جو اپنے نزول میں منفرد حیثیت رکھتی ہے، کہ یہ دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام کی طرح کتابی شکل میں نہیں دی گئی۔ جبرئیل امین اور دیگر ملائکہ کو ہزاروں دفعہ درِ رسالت پر باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح یہ کتاب امت کو پہنچی۔

☆ یہ ایسی کتاب ہے جو معجز ہے، کہ اللہ نے تمام سننے والوں پڑھنے والوں کو اس جیسی ایک آیت بنانے کا چیلنج دے رکھا ہے۔

☆ بشریت کے عالم کے علاوہ کرّۂ ارضی پر بے شمار دوسرے عالموں کا اس میں ذکر ہے، ان سب کے نظام پر ملائکہ مقرر ہیں۔

☆ قرآن کریم صرف بشری قوت، عربی دانی اور عقل کے ذریعہ نہیں سمجھا جا سکتا، بلکہ نبیٔ امی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تفسیرِ قرآن، جو صحابۂ کرام کے ذریعہ امت کو پہنچی، وہی معتبر ہے۔

☆ موجودہ قرآن مکمل ہے جو ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں اور تیس (۳۰) پاروں کا مجموعہ، مصاحف میں اور امت کے حفاظ کے سینوں میں ہے۔ اسی کو بغیر کسی کمی بیشی کے، صحابۂ کرام نے امت کو پہنچایا ہے۔

☆ قرآن خلقت والوہیت کے مابین کی حدود انسانوں کو بتاتا ہے۔ خدا ہی تمام مخلوقات کا خالق و مالک ہے۔ نفع و ضرر اسی کی قدرت میں ہے۔ رزق کی تنگی و وسعت اسی کی طرف سے ہے۔ شفا وصحت وہی دیتا ہے۔ وہی علام الغیوب ہے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے لے کر تمام انسانوں کو ہر چیز کا علم اسی نے دیا۔ حضرت آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوۃ والسلام سے لے کر خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء خدا کی مخلوق و بشر تھے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام، معجزات انبیاء اور ان کی امتوں کے احوال کی خبر قرآن ہمیں دیتا ہے۔ مسئلۂ تقدیر کو اللہ نے جگہ جگہ بیان فرمایا۔

☆ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو قرآن کریم کی بہت سی پیشینگوئیاں مختلف آیات میں سنائیں۔

بہت ساری پوری ہوئیں اور جو باقی ہیں، قیامت سے پہلے پوری ہوں گی۔ اور بھی جو باقی رہیں گی، وہ عالم برزخ، حشر و نشر اور جنت وجہنم میں پوری ہوں گی۔ کچھ پیشینگوئیاں قربِ قیامت کی علامات کے طور پر اس میں بیان کی گئی ہیں، جیسے یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابّۃ الأرض اور نزولِ عیسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام۔

☆ عالم برزخ، حشر ونشر اور نفخ صور کے احوال سب سے زیادہ تفصیل سے قرآن میں بیان کیے گئے۔ حشر میں مخلوق کی خدا کے سامنے پیشی اور حساب وکتاب اور اعمال کی جزا وسزا کا ذکر قرآن کریم میں جگہ جگہ ہے۔

☆ شریعتِ محمدی کے احکام، پنج وقتہ اور جمعہ کی نمازیں اور طہارت، غسل، وضوء اور تیمّم کا بیان ہے۔ صدقات، زکوۃ، روزہ، اعتکاف، لیلۃ القدر، حج اور اس کی اقسام، عمرہ اور حج کے مسائل قرآن ہمیں سکھاتا ہے۔ نکاح، طلاق، طلاق کی اقسام، مہر، متعہ، رضاعت، خلع، ظہار، عدت اور نفقہ وغیرہ کو بیان کیا گیا۔

☆ زنا اور تہمتِ زنا کی سزا اور چوری ڈکیتی کی سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ زنا وغیرہ سے تحفظ کے لیے پردہ کے احکام، کسی کے گھر میں داخلہ کے لیے اجازت لے کر داخل ہونے کے آداب بیان کیے گئے اور راستہ میں نگاہوں کی حفاظت وغیرہ آدابِ معاشرت بیان کیے گئے۔

☆ خرید وفروخت اور لین دین کے طریقے اور گواہوں کی گواہی وغیرہ بھی بیان کیے گئے ہیں۔ خرید وفروخت میں سودی لین دین سے نہ بچنے پر وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

☆ دو درجن سے زائد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں سب سے مہتم بالشان وہ ہیں جن کو خصوصیت کے ساتھ قرآن نے بیان کیا۔ بدر کبریٰ، بدر صغریٰ، اُحد، احزاب، بنوقریظہ، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک کے سلسلہ میں مستقل آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان غزوات کے شرکاء کو صحابۂ کرام میں ایک ممتاز نمایاں حیثیت دی گئی۔

☆ امت محمدیہ میں، بلکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو چھوڑ کر تمام انبیاء کی امتوں میں، سب سے افضل ترین سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر المؤمنین علی ابن أبی طالب رضی اللہ عنہ علی الترتیب سب سے افضل قرار پائے۔ خلفاء اربعہ کے دیگر کارناموں کے ساتھ عظیم کارنامہ قرآن کریم کی تجمیع، تحفظ اور اسے امت تک پہنچانا ہے۔ رضی اللہ عنہم وأرضاہم۔

یوسف متالا

دار العلوم ہولکمب، بری

۱۷/ جمادی الأخری ۱۴۳۵ھ

مطابق ۱۷/ اپریل ۲۰۱۴ء